© rasailojaraid.com

پرنٹنگ پریس سے متعلق مسائل۔

گذشتہ سے پیوستہ

مفتی وزیر احمد۔

جامعہ ضیاء مدینہ، ماہی والا، لیہ۔

حقوق تصنیف۔

عمومی طور حقوق تصنیف سے متعلق حق اشاعت کا مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے جبکہ فی زمانہ اس کے علاوہ اور بھی تصنیف سے متعلق امور جنم لے رہے ہیں وہ بھی لائق ذکر اور قابل فکر ہیں، ان مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔

۱۔ محض منافع خوری کے لالچ میں مصنف کی اجازت کے بغیر کتاب چھاپ کر فروخت کرنے لگ جانا۔

۲۔ مضامین چرالینا یعنی کسی کی محنت کو من وعن نقل کر کے اپنی بک میں اس طرح شامل کر لینا کہ اس کا حوالہ بھی نہ دینا تا کہ قارئین یہ سمجھیں کہ مندرجات موصوف کی محنت ہے۔

۳۔ کسی کی بک اشاعتی مراحل میں تھی، اس کا مواد ہاتھ میں لگ جانے کی صورت اپنی طرف منسوب کر کے پہلے چھاپ دینا تا کہ یہ کہا جاسکے کہ اس نام اور مضمون پر جس مصنف کی طرف سے بک مارکیٹ میں پہلے آئی ہے اصل مصنف وہی ہے، بعد والا اس کا مصنف نہیں ہوسکتا؟

۴۔ کسی لائبریری سے قلمی کتاب یا کمیاب بک کو اپنے نام پر محض شہرت حاصل کرنے کے لئے چھاپ کر بازار میں پہنچا دینا۔

۵۔ مصنف کے فوت ہو جانے کے بعد، اس کے ورثا ہونے کے باوجود ان سے اجازت لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بغیر بک چھاپ دینا۔

۶۔ اصل مصنف کو تنخواہ پر کتاب یا مضامین لکھوا کر اپنے نام پر اس کی رضامندی سے بک چھاپنا تاکہ کتابوں کی تعداد میں اضافہ کے باعث بڑے مصنفین کی لسٹ میں نام شامل ہو جائے۔

۷۔ قدیم کتابیں بغیر کسی تغیر و تبدل کے چھاپنا۔

۸۔ خود مصنف/مؤلف سے مسودہ اس شرط پر خرید لینا کہ وہ اپنے نام پر یہ کتاب چھاپے گا نہ یہ راز اُگلے گا بلکہ خانہ تصنیف کے تحت مسودہ خرید کرنے والے کا نام بطور مصنف لکھا جائے گا۔

۹۔ کسی کی بک کا بلا اجازت ترجمہ کر کے چھاپ دینا۔

۱۰۔ مصنف سے اذن لئے بغیر اس کی مکمل کتاب انٹرنیٹ پر ڈال دینا؟

۱۱۔ پرنٹ لائن والے پیج کی پیشانی پر اگر یہ سرخی "جملہ حقوق محفوظ ہیں" لکھا ہوا نہ ہو تو پھر دوسرے آدمی کو بک کی اشاعت کا جواز ملے گا؟

۱۲۔ کسی معاہدہ کی صورت میں مصنف کا ناشرین کو بک چھپائی کے لئے دینا۔

۱۳۔ مصنف نے ایک ناشر کو بک چھاپنے کے لئے دی اور اس سے طے یہ پایا کہ یہ معاہدہ پانچ سال کے لئے ہے، ہنوز پانچ سال نہیں گزرے تھے کہ مصنف نے کسی دوسرے ناشر سے بھی بک چھاپنے کا معاہدہ کر لیا۔

۱۴۔ کیا ناشر کسی کی بک کا نام تبدیل کر سکتا ہے؟

مندرجات بالا سے متعلق جواز اور عدم کا حکم جاننے سے قبل اس امر میں غور کرنا ضروری ہے کہ ادبی ، ایجاد، اختراع، تالیف و تصنیف اور مجرد حقوق کی حیثیت کیا ہے؟ چنانچہ یہ تمام حقوق شرعاً محفوظ ہیں ان میں اعیان اور املاک کے احکام جاری ہونے کے باعث کسی دوسرے کو تصرف کا اذن نہیں اور انہیں معاصر دنیا کے دساتیر اور قوانین میں تحفظ فراہم کرنے کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جس طرح انسان کے جمیع مادی حقوق کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اسی طرح مندرجات کو بھی صاحب تصنیف اور صاحب ایجاد کا قیمتی اثاثہ سمجھا گیا ہے اور سمجھنا چاہئے اور فقط ان کے مالکان کو ان میں تصرف کا حق ہونا چاہئے، کسی اور کو تصانیف و تالیف میں کسی بھی حوالہ سے تصرف کرنا روا نہیں، ادبی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقوق کی پائمالی کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہ ہوں گے، کیونکہ ادبی اور تالیفی حقوق تجارتی عرف میں ملکیت قرار دئے جاچکے ہیں۔ مصنف کی کتاب کی اشاعت اجازت کے بغیر مصنف کے حق پر ظلم ہوگا جوشرعا گناہ کا ذریعہ ہے اور مصنف کے حقوق کی چوری ہے جس کی سزا مالی تاوان کے ذریعے لازم ہوگی، نیز مصنف نے اپنی کتاب پر ''جملہ حقوق محفوظ ہیں'' لکھا ہو یا نہ لکھا ہو بہر صورت بلا اجازت مصنف کتاب کی نشرواشاعت جرم ہوگا، کیونکہ عرف اور قانون نے حق تالیف کو شخصی حق کے طور پر تسلیم کیا ہے، خواہ یہ کلمات لکھے ہوئے ہوں یا نہ۔

نیز اس تناظر میں مصنف اور مؤلف کو دونوں حقوق (ادبی اور مالی) ہمیشہ کے لئے حاصل ہوں گے ، چنانچہ مصنف کے علاوہ کسی اور کو کتاب اپنی طرف منسوب کرنا روا نہیں ، اصل مصنف کی طرف منسوب کی جائے گی، بلکہ خود مصنف کو بھی اختیار نہیں کہ کسی چیز کے عوض یا بلاعوض اپنی تصنیف کو دوسرے کی طرف منسوب کرے کیونکہ ایسا کرنا کذب اور قارئین سے ایک نوع دھوکا ہے، جیسے کوئی کسی کی مکمل کتاب اپنی طرف منسوب نہیں کرسکتا ایسے اس کی کسی جز اور حصہ کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرسکتا علما نے چور کی کثیر قسمیں بیان کی ہیں ''**وهم انواع لاتحصى فمنهم السراق بأيديهم ومنهم السراق بأقلامهم**'' ایک تو وہ جو ہاتھ سے چوری کرتا ہے، دوسرا وہ بھی چور ہے جو قلم سے چوری کرتا ہے' علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مستقل ایک بک لکھی ڈالی ''**الفارق بين المصنف والسارق**'' یعنی مصنف اور چور کے درمیان فرق کرنے والی، البتہ کسی کی کتاب میں جو دیگر کتب سے عبارات منقول ہوں، ان عبارات کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اس کی ملکیت نہیں مثلا کسی کی کتاب میں قرآنی آیات یا احادیث لکھی ہوئی ہوں تو وہ آیات اور احادیث اس کتاب کے مصنف کی ملکیت نہیں ہوتیں بلکہ جمیع مسلمانوں کا اس کی نقل اور نشر میں حق ہے علی هذا القياس دیگر قدیمی کتب۔

بلا اجازتِ مصنف بک چھاپنے اور اسے فروخت کرنے کے نقصانات مصنف کے حق میں بہت زیادہ ہیں۔

۱۔ بیسوں اہل قلم ایسے گزرے ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں کہ انہوں نے اپنی حیات کا سلسلہ روزگار اسی چیز کے ساتھ قائم کیا اور اپنی اولاد کو ایسے مکتبے اور بک سنٹر مہیا کئے جن کی مدد سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہیں نہ بہترین روزگا ملا بلکہ اولادیں اپنے اجداد کی تصانیف سے رزق حلال بھی کما رہی ہیں اور اپنے اسلاف کی کتابوں کے بجا طور وارث اور محافظ بھی بنے ہوئے ہیں، جن بزرگوں نے عمر بھر بڑی عرق ریزی سے کام کیا، اپنا مکمل سرمایہ لائبریری پر صرف کر دیا اور خداداد صلاحیت کے بل بوتے پر ہزاروں کتابوں سے مسائل کشید کر عامۃ المسلمین کے لئے دین کی فقہ کے لئے ایک آسان راہ ہموار کی، اب ان کی انتھک محنت اور کاوش سے اگر ان کے حقیقی ورثا رزق حاصل کر رہے ہوں تو کیا کسی اشاعتی ادارہ کے بانی کو ان کے منہ سے لقمہ چھیننا روا ہے؟

۲۔　واللہ اعلم کہ کتنے ایسے لکھاری ہاتھ میں ایک نیا مسودہ لیکر اس انتظار اور امید میں ہوتے ہیں کہ پہلی کتاب کی فروخت سے جو نفع ملے گا ہم اس سے ایک اور نئی کتاب چھپوا سکیں گے، ان کی عمر بھر کی تصنیفات کی نشر و اشاعت ایسے ہوتی ہیں، اگر کوئی منافع خور مصنف سے اجازت لئے بغیر اس کی کتاب پر ڈاکہ ڈال دے تو گویا کہ اس کا ایسا مکروہ اشاعتی عمل ہمیشہ کے لئے ایک اچھے لکھاری کا قلم توڑنے کے جرم کا مرتکب ہوگا۔

۳۔　مصنف نے جو ایڈیشن خود چھپوایا ہوتا ہے یا کسی ناشر نے مصنف سے معاہدہ کی صورت میں اس کی اشاعت کا عمل کیا ہوتا ہے، دریں اثنا اگر کوئی اور بلا اجازت مصنف، کتاب چھاپ ڈالے تو اس سے ایک صنف نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بک کی سیل سرد پڑ جاتی ہے، جس رفتار سے پہلے بک کی فروخت جاری ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں اور ایڈیشن آنے کے باعث کام رک جاتا ہے اور اس کا نقصان مصنف یا ناشر کو بھگتنا پڑتا ہے۔

۴۔　پہلے ایڈیشن کے بعد قارئین کی طرف سے بعض مسائل اور مقامات میں ترامیم کی درست آراء آنے کی باعث یا پھر خود مصنف کچھ اہم مسائل میں رجوع اور مزید تصویب کے لئے اس انتظار میں ہوتا ہے کہ پہلا ایڈیشن ختم ہوجانے کے بعد، دوسرے ایڈیشن میں سب کچھ درست اور ٹھیک کرلیں گے اور مقدمہ میں ترامیم کی تمام وجوہات سے بھی قارئین کو آگاہ کر دیا جائے گا، ادھر بک پر ڈاکہ پڑنے کے وجہ سے تمام تجاویز اور اصلاحوں پر پانی پھر جاتا ہے، پہلا ایڈیشن من وعن نقل کی صورت میں ایک نقال بک سیلر کے ہاں میسر ہوجاتا ہے ''شرعی اصولوں کو پس پشت ڈالنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والے ایسے ناشرین، نہ صرف وضعی دساتیر اور قوانین کا سامنا کرنے کی دھمکی سنتے ہیں بلکہ ساتھ تضحیک کی صورت میں کہتے ہیں "آپ سے جو قانونی چارہ جوئی ہوتی ہے کر لیں ہم بھگت لیں گے" "چور الٹا ڈانٹے کوتوال کو"

جب بک کے تمام حقوق مصنف کے سپرد ہوں گے تو اس میں اندرونی، بیرونی تصرفات بھی اسی کو حاصل ہوں گے۔ کسی بھی حق پر حملہ کرنے والے کے سامنے رکاوٹ ڈالنا مصنف اور اس کے ورثا کا حق ہوگا، مارکیٹ میں بک سیل کرنا یا کسی وجہ سے بک کی سیل روکنے کا حق بھی مصنف کو ہوگا، اگر مؤلف بازار سے مکمل بک واپس لے لے، نیز بک کے نئے ایڈیشن میں ترامیم کا حق بھی مؤلف کو ہوگا، ممنوعہ مواد کی حامل بک کی سیل اور ترسیل روکنا یا بالکل کتاب ضبط کرنا ذمہ دار ادارہ کو اختیار ہوگا (گستاخانہ مواد کی اشاعت کی روک تھام پر ہر مسلمان کو حق حاصل ہوگا کہ اس کے خلاف چارہ جوئی کرے)

جب بک کا مالک مصنف ہے تو پھر اس کی اجازت کے بغیر کتاب میں جس طرح دیگر تصرفات روا نہیں، اسی طرح نام چینج کرنے کا حق بھی مصنف کو ہوگا، نیز اگر کسی معاہدہ کے تحت ایک ناشر کتاب چھاپ رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کتاب کا نام بدل دیا جائے تو سیل بڑھے گی تو باوجود معاہدہ کے بک سیلر اور ناشر کو اختیار نہیں کہ وہ کتاب کے مضامین یا نام میں تبدیلی لائیں، کیونکہ ان سے مضامین یا ترامیم کا کوئی عہد نہیں ہوا ہوتا، بلکہ فقط کسی معاوضہ کی صورت میں کتاب چھاپنے اور اسے فروخت کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

اگر مصنف کسی ناشر سے یہ معاہدہ کر لے کہ اتنے عرصہ تک آپ ہماری بک چھاپتے رہیں، کسی کو ہم اجازت نہیں دیں گے اور معاوضہ بھی طے ہو جائے، تو پھر طے شدہ عرصہ گزرنے سے قبل مصنف اور کسی ناشر کو کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں دے سکتا ورنہ عہد شکنی اور فریب کاری کے گناہ میں ملوث ہوگا۔

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی "کتاب کے معاصر معاملات اور حقوق سے متعلق لکھتے ہیں:

أَمَّا حَقُّ الْمُؤَلِّفِ الَّذِيْ يَدْخُلُ تَحْتَ عُنْوَانٍ قَانُوْنِيٍّ جَدِيْدٍ وَهُوَ الْحَقُّ الْأَدَبِيُّ فَهُوَ حَقٌّ مَصُوْنٌ فِيْ تَقْدِيْرِيْ شَرْعًا عَلٰى أَسَاسِ قَاعِدَةِ الْإِسْتِصْلَاحِ أَوِ الْمَصْلَحَةِ الْمُرْسَلَةِ (وَهِيَ الْأَوْصَافُ الَّتِيْ تُلَائِمُ تَصَرُّفَاتِ الشَّرْعِ وَمَقَاصِدِهِ، وَلٰكِنْ لَمْ يَشْهَدْ لَهَا دَلِيْلٌ مُعَيَّنٌ مِنَ الشَّرْعِ بِالْإِعْتِبَارِ أَوِ الْإِلْغَاءِ، وَيَحْصُلُ مِنْ رَبْطِ الْحُكْمِ بِهَا جَلْبُ

☆صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہوتی ہے جس طرح "بعت اور اشتریت" وغیرہ ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصلحة أو دفع مفسدة عن الناس) فكل عمل فيه مصلحة غالبة أو دفع ضرر أو مفسدة يكون مطلوبا شرعا. والمؤلف قد بذل جهدا كبيرا في إعداد مؤلفه، فيكون أحق الناس به، سواء فيما يمثل الجانب المادي: وهو الفائدة المادية التي يستفيدها من عمله، أو الجانب المعنوي: وهو نسبة العمل إليه. ويظل هذا الحق خالصا دائما له، ثم لورثته لقول النبي ﷺ فيما رواه البخاري وغيره: "من ترك مالا أو حقا فلورثته" وبناء عليه يعتبر إعادة طبع الكتاب أو تصويره اعتداء على حق المؤلف، أي إنه معصية موجبة للإثم شرعا، وسرقة موجبة لضمان حق المؤلف في مصادرة النسخ المطبوعة عدوانا وظلما، وتعويضه عن الضرر الأدبي الذي أصابه. وذلك سواء كتب على النسخ المطبوعة عبارة: (حق التأليف محفوظ للمؤلف) أم لا، لأن العرف والقانون السائد اعتبر هذا الحق من جملة الحقوق الشخصية. والمنافع تعد من الأموال المتقومة في رأي جمهور الفقهاء غير الحنفية، لأن الأشياء أو الأعيان تقصد لمنافعها لا لذواتها، والغرض الأظهر من جميع الأموال هو منفعتها كما قال شيخ الإسلام عز الدين بن عبد السلام. بل إن متأخري الحنفية أفتوا بضمان منافع المغصوب في ثلاثة أشياء: المال الموقوف، ومال اليتيم، والمال المعد للاستغلال. والمؤلف حينما يطبع كتابه يقصد به أمرين: نشر العلم، واستثمار مؤلفه. ويكون لكل طبعة من طبعات الكتاب حق خاص للمؤلف. وتذرع بعض الناشرين بأنهم في إعادة الطبع أو التصوير إنما ينشرون العلم ويخدمون المؤلف هو تحايل شيطاني وذريعة فاسدة، لأن الحرام لا يكون ولا يصح بحال طريقا للحلال. ويبطل زعمهم أنهم لولا قصد الربح المادي المنتظر من وراء شهرة كتاب انتشر تداوله لما أقدموا على الطبع أو التصوير.

بہرحال: حق مؤلف (مرتب اور مصنف) جو جدید قانونی عنوان کے تحت آتا ہے، جسے حق ادبی سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعبیر کیا جاتا ہے یہ "الاستصلاح" یا "المصلحة المرسلة" کے قاعدے کی اساس پر شرعی اعتبار سے محفوظ حق ہے۔اور" المصلحة المرسلة" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اوصاف جن کے لیے کوئی معین دلیل نہ ہو اور وہ شرعی تصرفات اور مقاصد کے مناسب ہوں اور ان کے ذریعے کوئی نفع ہو یا لوگوں سے فساد دور کیا جارہا ہو پس ہر وہ عمل جس میں مصلحت غالب ہو یا اس سے ضرر اور فساد دور ہو تو وہ عمل شرعا مطلوب ہوگا، چنانچہ مصنف اپنی تصنیف میں بہت محنت اور کاوش کرتا ہے اس لیے وہ سب لوگوں سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کو مادی فوائد حاصل ہوں یا معنوی (معنوی فوائد کا حصول)تصنیف کی نسبت مصنف کی طرف کرنا ہے، یہ حق خالصتاً اس کے لیے اور اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کے لیے دائمی طور ہوگا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ نے اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے۔

"مَنْ تَرَکَ مَالًا اَوْ حَقًّا فَلِوَرَثَتِہٖ" جو شخص مال یا حق چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

انہی دساتیر کی بنا پر مصنف کی کتاب کی اشاعت (اس کی اجازت کے بغیر) مصنف کے حق پر ظلم اور تعدی ہے، جو شرعا گناہ کا ذریعہ ہے ور مصنف کے حقوق کی چوری ہے (اور اس کے حقوق چرانے کی وجہ سے)ایسے آدمی پر مالی تاوان لازم ہوگا۔

خواہ مصنف نے اپنی کتاب پر" حق التالیف مولف کے لیے محفوظ ہیں" لکھا ہو یا نہ لکھا ہو بہر صورت بلا اجازت اشاعت جرم ہوگا، کیونکہ عرف اور قانون نے حق تالیف کو شخصی حقوق کے لحاظ سے تسلیم کیا ہے ،اور احناف کے سوا جمہور فقہا کی رائے کے مطابق منافع مال متقوم ہیں ،اس کی دلیل یہ ہے کہ اشیاء منافع کی وجہ سے مقصود ہوتی ہیں ذات کی وجہ سے مقصود نہیں ہوتیں اور تمام مالوں میں ظاہری غرض نفع حاصل کرنا ہے، جس طرح شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام کا قول ہے ، بلکہ متاخرین احناف نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ تین مقامات میں منافع مغصوب کا تاوان ہے ۔۱۔وقف شدہ مال۔ ۲۔یتیم کا مال۔ ۳۔ وہ مال جو نفع کمانے کے لیے تیار کیا گیا ہو۔مصنف جس وقت اپنی کتاب کی اشاعت کرتا ہے تو اس کے طباعت سے دو مقصد ہوتے ہیں ۔۱۔علم کی نشرواشاعت ۔ ۲۔ اپنی تالیف سے مالی فائدہ حاصل کرنا۔اسی لیے ہر ایڈیشن کی طباعت میں مولف کا خاص حصہ ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض ناشرین یہ کہتے ہیں (کہ ہم نے کتاب کی اجازت تو نہیں لی مگر اس کی) طباعت سے علم پھیلا رہے ہیں اور کتاب کی (ایک صنف) خدمت کر رہے ہیں، (ان کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ) ان لوگوں کا یہ خیال شیطانی حیلہ اور فاسد ذریعہ ہے کیونکہ حرام کبھی بھی حلال کا ذریعہ نہیں ہوتا، اور ان کا گمان ایک اسوجہ سے بھی فاسد ہے کہ کتاب کی شہرت تو ہو لیکن ان کی توقع کے مطابق مالی فائدہ حاصل نہ ہو تو وہ کتاب کی اشاعت کے اقدام سے باز رہیں گے۔

(الفقہ الاسلامی وأدلتہ، ۹ / ۷ / ۳: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی کتابوں کے حقوق سے متعلق کافی حد تک تقویت پہنچاتا ہے لکھتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِالْمَالِ مَا یَمِیْلُ اِلَیْهِ الطَّبْعُ وَیُمْکِنُ اِدِّخَارُهٗ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ وَالْمَالِیَّةُ تَثْبُتُ بِتَمَوُّلِ النَّاسِ کَافَّةً اَوْبَعْضِهِمْ وَالتَّقَوُّمُ یَثْبُتُ بِهٖ وَبِاِبَاحَةِ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ شَرْعًا"

مال سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور ضرورت کے وقت (کام میں لانے کے لئے) اسے جمع کرنا بھی ممکن ہو اور مالیت جمیع الناس یا بعض لوگوں کے مال بنانے سے ثابت ہوتی ہے اور "تقوم" مالیت بنانے کے ساتھ ساتھ شرعاً انتفاع کی اباحت سے ہوتا ہے۔ (فتاویٰ شامی؛ ۴ / ۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قدیمی کتابوں کی اشاعت سے متعلق حکم؟

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی "کتاب کی نشر و اشاعت کے عصری معاملات اور حقوق سے متعلق مزید تفصیل اور دلائل کی روشنی میں لکھتے ہیں:

ا۔ اَمَّا الْکُتُبُ الْقَدِیْمَةُ الَّتِیْ لَمْ یَعُدْ یُعْرَفُ وَرَثَةُ مُؤَلِّفِهَا فَلَا مَانِعَ مِنْ طَبْعِهَا بِشَرْطِ عَدَمِ الْاِعْتِدَاءِ عَلٰی جُهْدِ دَارِ النَّشْرِ الْخَاصِ الَّذِیْ بَذَلَتْهُ فِیْ اِخْرَاجِ الْکِتَابِ مِنْ تَعْلِیْقٍ وَعَلَامَاتِ تَرْقِیْمٍ وَتَصْحِیْحٍ وَنَحْوِ ذَالِكَ۔

ب۔ وَاَمَّا حَقُّ النَّشْرِ اَوِ التَّوْزِیْعِ فَیُحَکِّمُهُ الْعَقْدُ اَوِ الْاِتِّفَاقُ الْحَاصِلُ بَیْنَ الْمُؤَلِّفِ وَالنَّاشِرِ اَوِ الْمُوَزِّعِ .فَیَجِبُ عَلٰی طَرَفَیِ الْاِتِّفَاقِ الْاِلْتِزَامُ بِمَضْمُوْنِهٖ مِنْ حَیْثُ عَدَدِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

النُّسَخِ الْمَطْبُوعَةِ وَالْمُدَّةِ الَّتِي يَسْرِي فِيهَا الْإِتِّفَاقُ. وَاللهُ تَعَالَى أَمَرَ بِالْوَفَاءِ بِالْعُقُودِ (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ)[المائدة:۱]، (وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ)[الاسراء:۳۴]. وَبِنَاءً عَلَيْهِ يَحْرُمُ شَرْعًا نَقْضُ بُنُودِ الْإِتِّفَاقِ، وَلَا يَجُوزُ لِلْمُؤَلِّفِ أَن يُّقَوِّمَ بِإِعْطَاءِ حَقِّ النَّشْرِ أَوِ التَّوْزِيعِ لِغَيْرِ الدَّارِ الَّتِي الْتَزَمَ مَعَهَا فِيْ مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ. وَأَمَّا مَا يُقَالُ مِنْ جُهْدِ دَارِ التَّوْزِيعِ أَوِ النَّشْرِ، فَهٰذَا قَدِ اسْتَوْفَتِ الدَّارُ عِوَضَهُ بِمَا تَأْخُذُهُ مِنْ رِبْحٍ، وَالشُّهْرَةُ كَانَتْ بِالرَّوَاجِ النَّابِعِ مِنْ مَوْضُوعِ الْكِتَابِ لَا مِنْ شَكْلِهِ وَإِخْرَاجِهِ. فَهٰذَا لَهُ دَوْرٌ ثَانَوِيٌّ، بِدَلِيلِ أَنَّ كَثِيرًا مِنَ الْكُتُبِ ذَاتُ إِخْرَاجٍ بَدِيعٍ، وَلٰكِنَّهَا تَافِهَةٌ لَمْ يُكْتَبْ لَهَا الرَّوَاجُ. كَذٰلِكَ لَا يَصِحُّ الْقَوْلُ: أَنَّ دَارَ النَّشْرِ أَوِ التَّوْزِيعِ هِيَ الَّتِي أَضَفَتْ عَلَى الْمُؤَلِّفِ وَكِتَابِهِ شُهْرَةً. فَذٰلِكَ قَدِ اسْتَوْفَتِ الدَّارُ عِوَضَهُ مِمَّا أَخَذَتْهُ مِن نِّسْبَةٍ مِئَوِيَّةٍ عَالِيَةٍ تَفُوقُ فِعْلًا مَا يَسْتَفِيدُهُ صَاحِبُ التَّأْلِيفِ ذَاتُهُ. ج۔ كَذٰلِكَ التَّرْجَمَةُ يَنْبَغِي أَن يَّكُونَ نَشْرُهَا بِإِذْنِ الْمُؤَلِّفِ وَبِاتِّفَاقٍ مَعَهُ، وَحَقُّ الْمُؤَلِّفِ أَوِ النَّاشِرِ حِينَئِذٍ يَتَجَلّٰى فِي الْمُطَالَبَةِ بِمَا يُحَقِّقُ الْكِتَابَ مِنْ أَرْبَاحٍ بِنِسْبَةٍ مِّئَوِيَّةٍ بِحَسْبِ الْإِتِّفَاقَاتِ أَوِ الْأَعْرَافِ الشَّائِعَةِ الَّتِي تُعْرَفُ مِن مَّجْمُوعِ إِتِّفَاقَاتِ الْمُؤَلِّفِينَ وَالنَّاشِرِينَ. وَالْخُلَاصَةُ: إِنَّ الْبِرَّ: مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْإِثْمُ: مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَكَرِهْتَ أَن يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ. وَلَا شَكَّ أَنَّ حَقَّ الْمُؤَلِّفِ أَصْبَحَ مُعْتَرَفًا بِهِ فِي الْقَوَانِينِ وَالْأَعْرَافِ، وَأَنَّ الطَّبْعَ أَوِ التَّصْوِيرَ بِغَيْرِ حَقٍّ عُدْوَانٌ وَظُلْمٌ عَلَى حَقِّ الْمُؤَلِّفِ، وَأَنَّ فَاعِلَ ذٰلِكَ يَتَهَرَّبُ عَادَةً مِنَ الْمَسْؤُولِيَّةِ، وَلَا يَجْرُؤُ عَلَى الْإِعْتِرَافِ بِفِعْلِهِ الْإِثْمِ، مِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَمَلَهُ ظُلْمٌ مُوجِبٌ لِتَعْوِيضِ صَاحِبِ الْحَقِّ، وَالْمُسْلِمُ أَوْلَى النَّاسِ بِرِعَايَةِ الْحُقُوقِ وَالْوَفَاءِ بِالذِّمَمِ وَالْعُهُودِ. وَاللهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ.

بہر حال وہ کتابیں جن کے لکھنے والوں کے ورثا معلوم نہ ہوں تو ان کی طباعت میں کوئی مانع نہیں تاہم اگر کوئی خاص ادارہ اس کتاب کی تصحیح (تخریج، حواشی، کمپوزنگ) بعدزرخرچ کرکے اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نشر واشاعت کرے اور دوسرے ادارے کی اشاعت سے اس مطبع کو نقصان پہنچے تو پھر قدیم کتابوں کی اشاعت بھی دوسروں کے لیے صحیح نہیں۔

اشاعت اور حق تقسیم: تقسیم کے حق کا حکم یہ ہے کہ مصنف اور تقسیم کرنے والے کے مابین جو معاملہ کتاب کی کاپیوں کے اعتبار سے اور جتنی مدت کے لیے طے ہو اس کی رعایت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کی پاسداری کا حکم دیا ہے، ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدۃ:۱) (وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ)(الاسراء:۳۴)

اے ایمان والو پورا کرو عقود کو۔ اور عہد کو پورا کرو۔

اسی بنا پر نقض معاہدہ حرام ہے اور اس کی شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اور مصنف کے لیے بھی جائز نہیں کہ جس ادارے کے ساتھ اس کا مخصوص مدت تک معاہدہ ہو اور مدت گزرنے سے قبل کسی اور ادارے کو نشر و اشاعت کے حقوق دے دے، جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس ادارہ کی کوشش کو ٹھیس پہنچے گی اگر مصنف نے کسی اور سے معاہدہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس ادارے نے نفع کی صورت میں اس کا عوض حاصل کر لیا ہے اور کتاب کی شہرت اس کے موضوع (عنوان) کے اعتبار سے تھی، نہ کہ ادارے کی طباعت شہرت کا ذریعہ بنی۔

اس کی دلیل (کتاب کی شہرت کا اصل باعث چھاپنے والا ادارہ نہیں) ہے کیونکہ کثیر کتابیں باوجود عمدہ چھپائی کے، ان کو شہرت حاصل نہیں، کیونکہ ان کا موضوع عمدہ نہیں اور وہ معمولی ہیں۔

اور یہ دوسرا اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اس ادارے نے مصنف اور اس کی کتاب کو مشہور کرایا ہے لہٰذا دوسرے ادارے سے اس کا معاہدہ کرنا درست نہیں! تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں مصنف اور اس کی بک کو شہرت حاصل ہوئی ہے، وہاں اس سے کہیں بڑھ کر خود اس ادارے کو بھی عالی اور بلند شہرت اس کتاب کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

(ج) علی ھذا القیاس ترجمہ کا حکم: یعنی ترجمہ کی اشاعت بھی مصنف کی اجازت اور اتفاق سے کرنی چاہیے۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ نیکی وہ ہے جس پر قلب و نفس مطمئن ہوں اور گناہ وہ ہے جو سینہ میں کھٹکے اور اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کیا جائے۔

☆ صاحبین کے نزدیک حکم میں حقیقت کا نائب ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلاریب (عصر رواں میں) قوانین اور عرف میں حق تالیف مان لیا گیا ہے، اور مصنف کی اجازت کے بغیر کتاب کی اشاعت ظلم اور حد سے متجاوز ہونا ہے، اور ایسا کرنے والے عادتاً اس سے بھاگتے ہیں کہ ان سے باز پرس ہو اور اپنے غلط فعل کے اقرار کی جرت نہیں کرتے، یہ اشیاء اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا یہ فعل ظلم ہے صاحب حق کو عوض دینے کا موجب ہے۔ اور جو مسلمان ہو اس کو وعدوں کی رعایت سب سے زیادہ کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور راستہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ،۹/ ۸ ۳ ؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دساتیر حق تالیف تاریخی پس منظر میں:

علامہ ڈاکٹر محمد توفیق رمضان البوطی دساتیر حق تالیف تاریخی پس منظر میں قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور اس کا ترجمہ محمد اسلام نے پیش کیا ہے:

ڈاکٹر نواف کنعان اپنی کتاب ''حق المؤلف'' میں ڈاکٹر محمد ماہر حمادہ کی کتاب ''المکتبات فی العالم'' سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قدیم یونانیوں کو فکری کاوشوں کی ملکیت کے تحفظ کی ضرورت کا احساس تھا، چنانچہ یونانی حکام مؤلفین کی فکری تخلیقات کے حقوق کے تحفظ کے لیے اس شرط پر پروانے جاری کرتے تھے کہ ان کے تخلیقی شاہکار پر مشتمل چند نسخے ملک کے قومی کتب خانے میں رکھے جائیں گے، اسی وجہ سے اتھینا کے کتب خانے میں سوفوکلیس اور یور بیڈیز وغیرہ جیسے عظیم یونانی ڈرامہ نگاروں کے ڈراموں کے سرکاری نسخے رکھے جاتے تھے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ان ڈراموں کی عبارات ملک سے باہر نہ جاسکیں، نیز ان کے سرقے اور غلط استعمال کا سد باب ہو سکے، البتہ عوام کو یہ نسخے قومی کتب خانے سے باہر لے جائے بغیر وہیں پڑھنے کی اجازت ہوتی تھی۔

اہل یونان کے دیکھا دیکھی دیگر ممالک میں بھی اس قسم کے کتب خانوں کا رواج پڑ گیا۔ یہاں تک کہ اس قسم کے کتب خانے بیک وقت مؤلفین کے حق تالیف کے تحفظ اور عوام کے لیے ان کی تالیفات سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بن گئے۔ (حق المولف: ڈاکٹر نواف کنعان، ص:۱۷)

یوں لگتا ہے کہ پریس کی ایجاد سے فکری کاوشوں کی ملکیت کے تحفظ کا مسئلہ قانونی شکل اختیار کرنے لگا چنانچہ دمشق کے ثقافتی مرکز میں ۲۵/ ۳/ ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر جارج جبور کے دیئے گئے لیکچر کے مطابق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷۰۹ء میں برطانیہ میں قانون حق اشاعت (copyright act) جاری ہوا جس کے مطابق صرف مصنف کو ہی اپنے تصنیفی کاموں کی طباعت کا حق حاصل تھا پھر ۱۷۴۱ء میں ڈنمارک میں اور اسی صدی کے آخری عشرے میں امریکہ اور فرانس میں بھی اس جیسا قانون منظور ہوا۔اس کے بعد عالمی سطح پر صنعتی اور ادبی ملکیت کے تحفظ کے لیے کوششیں شروع ہوئیں، چنانچہ ۱۸۵۱ء میں اس مقصد کے لیے برطانیہ،فرانس اور پرتگال کے درمیان معاہدہ ہوا پھر ۲۰ مارچ ۱۸۸۳ء کو معاہدہ پیرس وجود میں آیا۔

اس کے بعد ۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کو معاہدہ برن میں عالمی سطح پر ادبی حقوق کے تحفظ کے لئے اصول قواعد مرتب کئے گئے ۱۹۵۲ء میں یونیسکو تنظیم نے مصنف کے حقوق کے لئے عالمی معاہدے کی قرارداد پیش کی یہاں تک کہ بعد میں فکری کاوشوں کی ملکیت کا عالمی ادارہ (w.i.p.0) وجود میں آ گیا، جو اقوام متحدہ کے ماتحت عالمی ادارہ اور یونیسکو کی ماتحت خصوصی ایجنسی ہے،اس کا پورا نام (world intellectual property organization) ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مصر اس معاملے میں پیش پیش رہا ہے، چنانچہ ۱۹۲۵ء کے معاہدہ برن میں اسے شرکت کی دعوت دی گئی ۔اس نے مؤلف کے حقوق سے متعلق روما اور بلغراد میں ہونے والی کانفرنسوں میں بھی شرکت کی ، نیز مصر نے ۱۹۲۵ء میں (الجمعية الادبية والفنية الدولية) بین الاقوامی تنظیم برائے ادب وفن کی طرف سے منعقد کرائی جانے والی کانفرنس کی مہمان نوازی بھی کی ۔

ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابو زید لکھتے ہیں کہ حق تالیف کے بارے میں مقامی طور پر سب سے قدیم عربی قانون :''حق تالیف کا عثمانی قانون'' ہے، جو ۱۹۱۰ء، بمطابق ۱۳۲۶ھ میں جاری ہوا ، ۱۹۴۸ء میں بغداد کے وکلاء کی ایسوسی ایشن کی طرف سے شائع ہونے والے مجلة القضاء کے شمارہ نمبر ۱ اور ۲ میں اس کا عربی ترجمہ کیا گیا ، یہ قانون ۴۲ دفعات پر مشتمل تھا۔

اس کے بعد مراکشی قانون ۱۹۱۶،مصری قانون ۱۹۵۲، لیبیا کا قانون ۱۹۶۸،عراقی قانون ۱۹۷۱اور سوڈانی قانون ۱۹۷۴وجود میں آیا۔

ڈاکٹر جبور نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۴ کو فرانسیسی ہائی کمشنر نے قرارداد نمبر ۲۳۸۵ جاری کی جس کے ساتویں جزو میں تجارتی، صنعتی، ادبی اور فنی ملکیت کے حقوق کو مرتب کیا گیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا جاتا ہے کہ ایک کانفرنس بغداد میں ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۴۰۲ھ میں منعقد ہوئی، جس میں مؤلف کے حقوق کے تحفظ کے لئے ۳۴ دفعات پر مشتمل ''معاہدہ عرب'' پر دستخط ہوئے۔

آخر میں میں اس طرف اشارہ کرتا چلوں کہ شام کے قانون تعزیرات میں ادبی اور فنی حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین موجود ہیں، چنانچہ دفعات نمبر ۷۰۸۔۷۱۵ میں ان حقوق سے تجاوز کرنے سے روکنے کے لئے قواعد اور سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر بکر ابوزید نے تالیف کی ملکیت کی تاریخ پر بحث کے دوران کچھ نقات ذکر کئے ہیں جو ان کی رائے میں حق تالیف کی شرعی بنیادوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ان میں سے اہم کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ علمی امانت داری کے التزام کا ضروری ہونا، جس کی صورت یہ ہے کہ علم مصطلح الحدیث کے قواعد کے مطابق اسناد کے ذریعے احادیث کو پرکھا جاتا ہے۔

۲۔ عبارتوں کی نسبت ان کے لکھنے والوں کی طرف کر کے ان کی تخریج کرنا، نیز بڑی دقت نظر اور امانت داری سے ان مصادر کی طرف انہیں منسوب کرنا جن سے انہیں لیا گیا ہے۔

۳۔ کتابوں اور تالیفات کی چوری کو حرام قرار دینا اور جو لوگ دوسروں کے کام کو چرا کر اس کی نسبت اپنی طرف کرتے تھے، انہیں منظر عام پر لانا۔اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- عمیدی ۴۳۳ھ کی کتاب الابانۃ عن سرقات المتنبی
- الحجۃ فی سرقات ابن حجۃ ۸۵۹ھ
- سرقات البحتری من ابی تمام ۔۔۔

(خرید وفروخت کی مروجہ صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت، ۲۷۴؛ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد)

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔

© rasailojaraid.com